Digitized by Khilafat Library Rabwah


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سوموار

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

| جلد ۶۳/۲۸ | ۱۸ جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ ۱۰ احسان ۱۳۵۳ ہش ۱۰ جون ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۳۰ |
|---|---|---|


## حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا۔ وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ)

ترجمہ :- حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# رحیمیت کے تحت رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے، مانگتے جاؤ ملتا جاوےگا

## اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کوئی لفّاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے

"دو قسم کی رحمتیں ہیں۔ ایک وہ جو ہمارے وجود سے پہلے پیش از وقت کے طور پر تقدمہ کی صورت میں عناصر وغیرہ اشیاء پیدا کیں جو ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں اور یہ ہمارے وجود، خواہش اور دعا سے پہلے ہیں جو رحمانیت کے تقاضے سے پیدا ہوئے۔

اور دوسری رحمت رحیمیت کی ہے یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غور کیا جاوے تو معلوم ہو گا کہ قانونِ قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دعا کا تعلق ہے۔ بعض لوگ آج کل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے میں چاہتا ہوں کہ اُسے بھی بیان کروں۔

ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلّاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اُس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں؟ اِس کا ہر ایک کو تجربہ ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلّاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچے لاتی ہے تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالےٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچہ کو جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ مانگتے جاؤ گے ملتا جاوے گا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کوئی لفّاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

## اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۰ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

---

ربوہ ۱۰ احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت شدید سردرد کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب جماعت بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

---

ربوہ ۱۰ احسان۔ محترم نوابزادہ محمد احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آجکل بغرض علاج کراچی میں قیام فرما ہیں۔ وہاں سے آپ کی صحت کے متعلق ابھی کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب جماعت دردِ دل سے دعائیں کریں کہ شافیٔ مطلق اپنے فضل سے آپ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔ آمین

---

غانا سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال ٹیچیمان ایک کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں اور کماسی کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو جلد صحتیاب کرے۔ آمین

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah



روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۰؍احسان ۱۳۵۳ھ

# اعمالِ صالحہ کا قرآنی معیار

اسلام نے محض زبانی ایمان کو سرے سے کوئی اہمیت نہیں دی تا وقتیکہ ایمان دل میں داخل نہ ہو اور اس کے نتیجہ میں اعمال صالحہ کی توفیق نہ ملے۔ جب ایمان کے دل میں داخل ہونے کے نتیجہ میں اعمال صالح کی توفیق ملنے لگتی ہے تو کامیابی کی راہیں کھلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس میں شک نہیں ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ کا بجالانا ازبس ضروری ہے کیونکہ محض زبانی ایمان کے نتیجہ میں فائز المرام ہونا ممکن نہیں ہوتا، لیکن اعمال صالحہ کے عنداللہ مقبول اور نتیجہ خیز ہونے کے لئے ان کا ایک خاص معیار پر پورا اُترنا ضروری ہوتا ہے۔ جب تک وہ اس معیار پر پورے نہ اُتریں فلاح و نجاح کی راہیں مسدود رہتی ہیں۔ اعمالِ صالحہ کے اُس معیار پر اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ مجید میں روشنی ڈالی ہے۔ فی الوقت اُس معیار کو واضح کرنا ہمارے مدِّ نظر ہے۔

اعمالِ صالحہ کے اُس معیار کو اللہ تعالیٰ نے کمال درجہ اجمال سے کام لیتے ہوئے صرف ایک نہایت جامع اور ہمہ گیر لفظ میں بیان فرما دیا ہے اور وہ ہے تقویٰ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران میں اُن مخصوص اعمالِ صالحہ کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد جنہیں اس نے حصول فلاح کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اس فلاح کے حصول کو تقویٰ کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے چنانچہ دونوں جگہ اعمالِ صالحہ کے ضمن میں بعض احکام بیان کرنے کے معاً بعد فرمایا ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(بقرہ آیت ۱۹۰، آلِ عمران آیت ۱۳۱)

(تم ان نیک اعمال کی بجا آوری میں) اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم فلاح سے ہمکنار ہو سکو۔

اس سے ظاہر ہے کہ حصولِ فلاح کے لئے نیک اعمال کا تقویٰ کے معیار پر پُورا اُترنا ضروری ہے۔ اگر نیک اعمال تقویٰ کی رُوح سے خالی ہوں تو پھر وہ سراسر بے اثر ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اِسی لئے فرمایا نیک انجام متقیوں کے لئے ہی مقدّر ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (طٰهٰ آیت ۱۳۳)

یعنی انجام تقویٰ ہی کا بہتر ہوتا ہے۔

اِس آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک نیک اعمال تقویٰ کے معیار پر پُورے نہ اُتریں ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اور وہ سراسر بے اثر رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ نیک اعمال، دُعائیں اور قربانیاں میرے ہاں اُنہیں لوگوں کی قبول کی جاتی ہیں جو تقویٰ کے مقام پر قائم ہو کر نیک اعمال بجالاتے، دعائیں مانگتے اور قربانیاں دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (المائدہ آیت ۲۸)

اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کے اعمال، ان کی دُعائیں اور قربانیاں قبول کرتا ہے۔

تقویٰ کے نتیجہ میں فلاح کے نصیب ہونے، دُعائیں اور عبادات وغیرہ قبول ہونے اور انجام بخیر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کی سب سے اہم برکت ہی یہ ہے کہ اسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (النحل آیت ۱۲۹)

اللہ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ کا طریق اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں۔

ظاہر ہے جس مسلمان فرد یا جماعت کو اللہ تعالیٰ کی معیّت اور تائید و نصرت نصیب ہو جائے وہ کیوں نہ فلاح پائے، اس کے نیک اعمال کیوں نہ مقبول ہوں اور اس کا انجام کیوں بخیر نہ ہو۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دونوں جہانوں میں حقیقی کامیابی متقیوں کے لئے ہی مقدر ہے۔ متقی نہ صرف اِس جہان میں کامیاب ہوتے ہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی وہی فائز المرام قرار پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کے مقام پر فائز ہو کر حصولِ فلاح کا مستحق بننا بہت ہی بڑی اور عظیم الشان کامیابی پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (یونس آیت ۶۵)

سُنو! جو لوگ اللہ سے سچی محبت رکھنے والے ہیں اُن پر نہ کوئی خوف مستولی ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لائے اور پھر انہوں نے تقویٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھا۔ ان کے لئے اِس ورلی زندگی میں بھی بشارت پانے کا انعام مقرر ہے اور بعد والی زندگی میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کی فرمودہ باتوں میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور یہی وہ کامیابی ہے جو بڑی عظیم الشان کامیابی کہلا سکتی ہے۔

تقویٰ کی اِس بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر ہی اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان عزّ و شرف اور عظمت و توقیر کا ایک معیار اور محک قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۴)

اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت خبر رکھنے والا ہے۔

تقویٰ کی یہی وہ بنیادی اہمیت ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کو جو حصولِ فلاح کے مؤثر ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں لازمی طور پر تقویٰ کے ساتھ مشروط کیا ہے اور تقویٰ کو ان کے حق میں ایک معیار کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

تقویٰ سے مراد نیکی کی وہ قوت اور مسابقت فی الخیرات کی وہ رُوح ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبّت کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کے زیرِ اثر انسان اپنی ہر حرکت و سکون میں پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھتا ہے اور ہر قیمت پر راہ سداد پر گامزن رہنے میں اس کے پائے ثبات میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آتی۔ یہ وہ مقام اور معیار ہے جس پر قائم ہو کر انسان اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری میں اعمال حسنہ بجالائے تو وہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں فلاح کا مستحق قرار پاتا ہے اور یہ فلاح اس زندگی اور بعد والی زندگی دونوں پر حاوی ہوتی ہے ٭

# تقویٰ کی برکات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب اُسی وقت قبول ہوتے ہیں جب انسان متّقی ہو۔ اُسوقت خدا تمام داعی گناہ کے اُٹھا دیتا ہے۔ بیوی کی ضرورت ہو تو بیوی دیتا ہے، دوا کی ضرورت ہو تو دَوا دیتا ہے اور ایسے مقام سے روزی دیتا ہے کہ اُسے (متّقی کو) خبر بھی نہیں ہوتی۔" (البدر ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# قبولیتِ دُعا اور اس کی حکمت و فلسفہ

## اللہ تعالیٰ مومن کی دعاؤں کو سُنتا اور انہیں قبولیت کا شرف عطا کرتا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ سورہ بقرہ کی آیت وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

فرماتا ہے اے میرے رسول! جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں اور پوچھیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے جیسے عاشق پوچھتا پھرتا ہے کہ میرا محبوب کہاں ہے تو تو انہیں کہہ دے کہ تم گھبراؤ نہیں۔ میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں۔ یہاں عِبَادِیْ سے مراد عاشقانِ الٰہی ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح عاشق ہر جگہ دوڑا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا معشوق کہاں ہے۔ اسی طرح جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو انہیں کہہ کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے قریب ہی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عشاق کے دل کو توڑنا نہیں چاہتا۔

پھر فرماتا ہے۔ میرے قریب ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ جب کوئی شخص کامل تڑپ اور سوز و گداز کے ساتھ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں۔ اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ میں قریب ہوں۔ اگر میں بعید ہوتا تو میں اس کے سجدے کی آہستہ آواز کو بھی کیسے سُن سکتا۔ اور اگر میں بعید ہوتا تو اس کی کوٹھڑی میں تنہائی میں بیٹھے ہوئے [illegible] آہستہ آواز والی دعا کیسے سُن لیتا۔ میرا اس دعا کو سُن لینا بتاتا ہے کہ میں اس کے قریب ہوں۔

دوسری جگہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی پاس ہونا تو الگ رہا انسان کی رگِ جان ہے ہم اس سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ اس کے معنے یہ ہوتے کہ وہ پاس ہی نہیں بلکہ انسان کے اندر بیٹھا ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پاس بیٹھنے والا صرف وہ آواز سنتا ہے جو منہ سے کہی جائے اور جو اندر بیٹھا ہو وہ وہ بات سنتا ہے جو دل سے نکلی جائے۔ گویا خدا تعالیٰ نے لفظ قریب کی دوسری جگہ تشریح کر دی کہ قریب کا مفہوم یہ ہے کہ حبل الورید یعنی رگِ جان سے بھی میں زیادہ قریب ہوں اور میں ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں خواہ وہ زبان سے کی گئی ہو یا دل میں کوئی خواہش پیدا ہوئی ہو کیونکہ میرا اس سے تعلق ایسا قریب ہے کہ میں اس کے دل میں بیٹھا ہوا ہوں۔

بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے اضطراب سے دعائیں کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ پھر یہ آیت کس طرح درست ثابت ہوئی۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بے شک الدَّاعِ کے ایک معنے ہر پکارنے والے کے بھی ہیں مگر اس کے ایک معنے ایسے پکارنے والے کے بھی ہیں جس کا اوپر ذکر ہو رہا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ وہ بندے جو مجھے ملنے کیلئے اضطراب میں ہیں اور سب کچھ بھول جاتے ہیں اور مجھ سے صرف میرا قرب اور وصال چاہتے ہیں۔ میں ان کی دعا کو سنتا اور انہیں اپنے قرب میں جگہ دیتا ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فرمایا ہے۔ یعنی وہ میرے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اس میں روٹی کا کہیں ذکر نہیں۔ نوکری کا کہیں ذکر نہیں بلکہ صرف عَنِّیْ فرمایا ہے عَنِ الْخُبْزِ یا عَنِ الْوَظِیْفَۃِ نہیں فرمایا۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کا قرب مانگے اور وہ اسے نہ ملے اُسے تو بے شک اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسروں کے لئے اس میں کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

پھر اس آیت کی عبارت ایسی ہے کہ اس سے اضطراب اور گھبراہٹ کی طرف خاص طور پر اشارہ پایا جاتا ہے بعض مضامین الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتے لیکن وہ عبارت میں پنہاں ہوتے ہیں اور یہی حالت یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرے بندے میری طرف دوڑتے ہیں ان کے اندر ایک اضطراب اور عشق پیدا ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے تو تو ان سے کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کے پکارنے والے کی پکار کو کبھی رد نہیں کرتا بلکہ ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں یہ مضمون ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی ذات ہی کی قسم ہے کہ ہم ضرور ان کو اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخش دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مذہب اور ملت کے آدمی کو اپنا رستہ دکھانے کیلئے تیار رہتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اس کے لئے کوشش کرے۔ اور اس کی دعا کو وہ ضرور سن لیتا ہے۔ باقی دعاؤں کی قبولیت میں وہ انسانی مصالح کو بھی مدِنظر رکھتا ہے بعض دفعہ انسان جو چیز مانگتا ہے خدا تعالیٰ کے علم میں وہ اس کے لئے مہلک ہوتی ہے پھر بعض دفعہ ملازمت ایک ہوتی ہے اور اسے مانگنے والے دو ہوتے ہیں اب ایک ملازمت دو کو نہیں مل سکتی وہ لازماً ایک ہی کو ملیگی مگر وہ چیز جس کے بانٹنے کے باوجود اس میں کوئی کمی نہیں آسکتی وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے باقی تمام اشیاء محدود ہیں۔ اگر ایک چیز کے دو مانگنے والے سامنے آجائیں تو وہ لازماً زیادہ حقدار کو دی جائیگی یا اگر وہ مضر ہو تو گو اس کا کوئی اور حقدار نہ ہو مگر پھر بھی وہ اپنے مومن بندہ کو نہیں دے گا کیونکہ وہ دوست سے دشمنی کیونکر کر سکتا ہے اور کیسے کہہ سکتا ہے کہ جس چیز کے متعلق وہ جانتا ہے کہ آگ ہے وہ اپنے دوست کو دیدے غرض سب دعاؤں کی قبولیت میں روکیں ہوتی ہیں مگر ایک دعا ہے جس کے قبول ہونے میں کوئی روک نہیں اور جس کے لینے میں کوئی

برائی نہیں۔ دنیا کی ہر چیز میں برائی ہو سکتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ بعض نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی ہلاکت ہے مگر خدا تعالیٰ کو مانگنے میں کوئی ویل نہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کسی سے اسلئے نہ ملے کہ وہ ہلاکت میں نہ پڑ جائے یا اسلئے نہ ملے کہ خدا تعالیٰ کے وجود میں کمی نہ آجائے جس طرح ہوا ہر ایک کے ناک میں جاتی ہے مگر اس میں کمی نہیں ہوتی اسی طرح خدا تعالیٰ ہر بندہ کو مل سکتا ہے اور پھر بھی اس میں کمی نہیں ہوتی سورج کی شعاعوں سے سب مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے۔ مگر اس میں کوئی کمی نہیں آتی چاند کی شعاعوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔ چاند کی روشنی میں گھنٹوں بیٹھکر لطف اٹھاؤ مگر اس کا نور پھر اتنے کا اتنا ہی رہیگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو ان سے بھی کامل ہے۔ ان چیزوں پر بھی ممکن ہے کوئی خفیف سی کمی ہو جاتی ہو مگر خدا تعالیٰ میں رتی بھی کمی نہیں ہوتی اسلئے وہ اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ تم میری طرف آؤ پھر تم دیکھو گے کہ تم کس طرح تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے اس راستہ پر چل پڑو گے جس سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور باوجودیکہ وہ غیر مرئی ہے تم اس کو پالوگے اور اس کا وصال حاصل کرلوگے۔

درحقیقت اگر غور کیا جائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی روحانی ترقی اور جذب [illegible] کے لئے تین تغیرات کا ذکر فرمایا ہے جنکے بغیر کوئی انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلا تغیر جو کسی انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے ملوں اور اس کا قرب حاصل کروں مگر ظاہر ہے کہ صرف خواہش کا پیدا ہونا اُسے خدا تعالیٰ کے دربار تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ اُسے کوئی ایسا ہادی اور راہنما میسر آئے جو اُسے اس مقصد میں کامیاب کرے اور راستے کی مشکلات کو دور کرے۔ اسلام اس فطری تقاضا کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جب کہ ان لوگوں کے دلوں میں خواہش تو پیدا ہوگئی ہے کہ انہیں خدا ملنا چاہیئے۔ لیکن اب دوسرا تغیر ان میں یہ بھی پیدا ہونا چاہیئے کہ وہ تجھ سے پوچھیں۔ یعنی ہدایت پانے اور خدا کی تلاش کرنے کیلئے انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانا چاہیئے اور آپ سے اپنے محبوبِ حقیقی کا پتہ دریافت کرنا چاہیئے جس طرح بیمار [illegible] سکتے [illegible] ایک [illegible] بات کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورت ہوتی ہے کہ وہ سمجھ لے کہ وہ بیمار ہے اور دوسرے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ایک ڈاکٹر کے پاس جائے جو اعلیٰ درجہ کا تجربہ کار ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کو پانے کیلئے بھی ضروری ہے کہ نہ صرف خدا تعالیٰ کو پانے کی سچی خواہش انسان کے دل میں پیدا ہو بلکہ وہ اس خواہش کے حصول کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اختیار کرے جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں

پھر تیسری بات جو قرب الٰہی کے لئے ضروری ہے اور جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کا سوال عَنِّیْ ہو۔ یعنی ان کی غرض محض خدا تعالیٰ کو پانا ہو۔ لوگ کئی اغراض کے ماتحت مذہب میں داخل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ محض ایک جماعت میں منسلک ہونے کیلئے داخل ہوتے ہیں۔ بعض اخلاقِ فاضلہ کے حصول کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ بعض معاشرت یا تمدن کے خیال سے داخل ہوتے ہیں۔ مگر فرمایا ان کا سچے مذہب میں داخل ہونا محض خدا تعالیٰ کے وصال اور اس کے قرب کے حصول کے لئے ہو۔ کوئی اور خواہش اس کے پیچھے کام نہ کر رہی ہو۔ ہاں اگر دوسرے فوائد ضمنی طور پر حاصل ہو جائیں تو اور بات ہے۔ لیکن اصل غرض محض خدا تعالیٰ کا حصول ہونا چاہیئے

پھر عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب اِذَا کے بعد فَ آتی ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ پہلے کام کے نتیجہ میں فلاں بات پیدا ہوئی۔ اس جگہ بھی اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کے یہ معنے ہیں کہ جب یہ تین باتیں جمع ہو جائیں۔ یعنی سوال کرنے والے سوال کریں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی ضرورت ہے پھر تجھ سے سوال کریں فلاسفروں اور سائنسدانوں سے سوال نہ کریں۔ عیسیٰ یا موسیٰ سے سوال نہ کریں بلکہ تیرے پاس آئیں قرآن کے پاس آئیں یا تیرے خلفاء کے پاس آئیں اور پھر وہ میری ذات کے متعلق سوال کریں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں اور انہیں اپنا چہرہ دکھا دیتا ہوں

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سورۂ قٓ میں جو کہ مکی سورۃ ہے خدا تعالیٰ یہ فرما چکا تھا کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (قٓ آیت ۱۷) ہم انسان سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں تو پھر سورۃ بقرۃ میں جو مدنی سورۃ ہے یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں تو تُو ان کو یہ جواب دے دے کہ میں قریب ہوں۔ جب مکی آیت کے ذریعہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ خدا تعالیٰ بہت ہی قریب ہے تو پھر یہ سوال ہی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس آیت کو نازل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اور اگر کوئی سوال کرتا بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہ فرما سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ تو بتا چکا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ لیکن قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور خدا تعالیٰ کا کلام بلا ضرورت نہیں ہوا کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ یہاں خدا تعالیٰ کا سوال بیان کرنا اور پھر اس کا جواب دینا کوئی اور حکمت رکھتا ہے اور یہاں جو قریب کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے وہ قرب اور بُعد مراد نہیں جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اگر یہاں بھی یہی مراد ہوتی تو پھر یہ کیوں فرماتا کہ جب لوگ تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یہ جواب دیجیو۔ پس معلوم ہوا ہے کہ اس کے جواب میں جو قریب کہا گیا ہے وہ بعض کوئی اور معنے رکھتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان دونوں آیتوں میں خدا تعالیٰ نے ایک عجیب فرق رکھا ہے اور وہ یہ کہ قرب اور بُعد ہمیشہ نسبت کے ساتھ ہوتا ہے ایک چیز ہمارے قریب ہوتی ہے مگر وہی دوسرے سے بعید ہوتی ہے پس قریب اور بعید ایک نسبتی چیز ہے۔ جب ہم ایک چیز کو قریب کہتے ہیں تو ایک نسبت سے کہتے ہیں۔ حالانکہ دوسری نسبت سے وہی چیز بعید ترین ہو سکتی ہے۔ سورۂ قٓ میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اس کے دل میں جو وسوسہ ہوتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی قریب تر ہیں تو اس میں اِلَیْهِ کی نسبت سے اَقْرَبُ فرمایا ہے لیکن آیت وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ میں قَرِیْبٌ کا لفظ کسی نسبت سے نہیں فرمایا۔ بلکہ بلا نسبت فرمایا ہے اور اس کی کوئی حد بندی نہیں کی۔ اس عدمِ حد بندی میں ایک لطیف نکتہ ہے اور وہ یہ کہ انسان جو اپنی ضرورت خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہے وہ مختلف اوقات میں مختلف اشیاء کے متعلق ہوتی ہے کبھی تو وہ انسانوں کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی حیوانوں کے متعلق۔ کبھی جانداروں کے متعلق ہوتی ہے۔ اور کبھی جمادات کے متعلق۔ کبھی خدا تعالیٰ کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی ملائکہ کے متعلق۔ کبھی اس دنیا کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی اگلے جہان کے متعلق کبھی اس زمین پر رہنے والی چیزوں کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی آسمان کی چیزوں کے متعلق۔ غرض انسان کی مختلف احتیاجیں ہیں اور ایسی وسیع ہیں کہ جن کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ لیکن انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے حاصل کرنے کے متعلق وہ کوئی ایسا ذریعہ تلاش کرتا ہے جو قریب ہو پھر قریب کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ بھی قریب ہے کہ کوئی ذریعہ جلدی سے میسر آ جائے۔ چنانچہ ہر انسان اپنا مدعا حاصل کرنے کے لئے جو ذریعہ قریب دیکھتا ہے۔ اس کو لے لیتا ہے اور بعید کو چھوڑ دیتا ہے مگر اس کے علاوہ قریب ایک اور رنگ میں بھی ہوتا ہے یعنی وہ ذریعہ جو مدعا اور منزلِ مقصود کے قریب تک پہنچا دے۔ انسان اس ذریعہ کو اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو چھوڑ دیتا ہے غرض بہت سے قرب ہیں جن کا کسی چیز میں پایا جانا ہر انسان دیکھتا ہے اور جب وہ سارے قرب کسی میں پا لیتا ہے تو اس کو اپنے مدعا کے حصول کے لئے چن لیتا ہے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ انسان اپنے مختلف مقاصد کے لئے کوشش کرتا ہے اور ان کے لئے دیکھتا ہے کہ کونسا ذریعہ اختیار کروں جس سے جلد کامیاب ہو جاؤں۔ جب انسان ذرائع کو سوچتے سوچتے یہاں تک پہنچے کہ میں دعا کروں تو اس کو کہہ دو کہ اللہ قریب ہے قَرِیْبٌ اِلَیْهِ نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نہ صرف اس انسان کے قریب ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز کے قریب ہے اور وہ مدعا حاصل کرنے کا سب سے قریب ترین ذریعہ ہے۔ یوں قریب ہونا اور بات ہے لیکن جس مقصد کو حاصل کرنا ہو اسی کے قریب کر دینا اور بات ہے غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے بھی قریب ہوں اور وہ مقصد جسے تم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اس کے بھی قریب ہوں۔ گویا اس آیت میں قربِ مکان کا ذکر نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ حصولِ مدعا کے لئے جتنے قربوں کی ضرورت ہے وہ سب خدا تعالیٰ میں موجود ہیں۔ مثلاً ایک شخص ولایت میں بیٹھا ہوا روپیہ کا محتاج ہے وہ وہاں سے ہمیں مدد کے لئے لکھتا ہے۔ اگر ہم اسے روپیہ بھیجیں تو کئی دنوں کے بعد اسے ملیگا۔ لیکن اگر ہم اس کے لئے دعا کریں تو ممکن ہے کہ ادھر ہمارے منہ سے اس کے لئے دعا نکلے اور ادھر اللہ تعالیٰ اس کا کوئی انتظام کر دے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں اگر کوئی مدد حاصل کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے کہو اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کے لئے نہ ہاتھ ہلانے کی ضرورت ہے نہ پاؤں سے چلنے کی۔ دل ہی دل میں انسان حاضر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قریب ہوں۔ پھر وہ انسان ہی کے قریب نہیں بلکہ جس مدعا اور مقصد کو حاصل کرنا ہو اس کے بھی قریب ہے۔ ادھر انسان یہ کہتا ہے کہ الٰہی فلاں چیز مجھے مل جائے اور ادھر وہ چیز خواہ لاکھوں میل کے فاصلہ پر ہو خدا تعالیٰ اس پر اسی وقت قبضہ کر لیتا ہے کہ یہ ہمارے فلاں بندہ کیلئے ہے۔ کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ اس بندہ کے قریب ہے۔ اسی طرح اس چیز کے بھی قریب ہے غرض کامیابی کے حصول کے لئے یہ ذریعہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مفید ہے (باقی)

## دعا کا جواب ضرور ملتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"بڑے شکر کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو دعائیں کی جاتی ہیں وہ اکثر قبول ہوتی ہیں۔ قضاء و قدر تو رُک نہیں سکتی اور اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ کاملہ سے ہر ایک کام کرتا ہے۔ لیکن اکثر دعاؤں میں اپنی مراد کے مطابق کامیابی ہو جاتی ہے اور ایک قطعی اور یقینی امر یہ ہے کہ دعا کا نتیجہ خواہ کچھ ہی ہونے والا ہو۔ جواب ضرور مل جاتا ہے۔ خواہ وہ جواب حسبِ مراد ہو اور خواہ خلافِ امر ہو"

(ملفوظات جلد ہشتم ص۴۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# سانگھڑ میں تربیتی اجلاس کا انعقاد

۲۱ مئی۔ صبح دس بجے وکیل المال صاحب تحریک جدید جناب شبیر احمد صاحب سانگھڑ تشریف لائے آپ کی سانگھڑ آمد طے شدہ پروگرام کے تحت تھی کہ وہ یہاں آکر جماعت کو جماعت احمدیہ کی ترقیاتی سرگرمیوں سے متعلق بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے مناظر بذریعہ سلائیڈز دکھائیں۔ سلائیڈ کا پروگرام شروع ہونے سے قبل بعد نماز عصر ایک تربیتی اجلاس ہوا جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محبیب الرحمٰن باشا نے کی۔ اس کے بعد پیر اسحاق شاہ صاحب نے دُرِّ ثمین سے کلام مسیح موعودؑ سنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد دین صاحب شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تربیت و اصلاح کے موضوع پر ایک عارفانہ تقریر کی جس میں انہوں نے اس امر پر خصوصی توجہ دی کہ نظام خلافت سے وابستگی ہی ہر تربیت و اصلاح کی جڑ ہے اس کے بعد مکرم ماسٹر مقبول احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید نے جملہ احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں اس امر پر خصوصی زور دیا کہ وہ قومیں جنہوں نے بہت دیر بعد احمدیت کو قبول کیا وہ آج ہم پارینہ احمدیوں سے قربانی اور اخلاص میں آگے نکل رہی ہیں۔ آپ نے ہالینڈ کی ایک عورت جس نے سب سے پہلے احمدیت قبول کی اور ایک مرد جنہوں نے سپرینٹو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ نیز قرآن و احادیث کی روشنی میں ثابت کیا کہ خدا کی خاطر دی ہوئی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ یہ خدا کے مخلص بندے مسٹر عبدالہادی کیوسی کی مثال تھی۔

اسی اجلاس میں مقامی جماعت کے علاوہ ضلع کی دیگر جماعتوں کے وفود بھی شامل ہوئے اور غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی امیر ضلع نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔

اجلاس دوم:۔ بعد نماز مغرب و عشاء سلائیڈز کا پروگرام دکھانے کا کام شروع ہوا۔ یہ پروگرام مسجد مقامی میں منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں احمدی اور غیر از جماعت احباب اور مستورات نے بھی شرکت کی علاوہ ازیں ہندو اور کوہلی مستورات نے بھی شرکت کی یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے شب شروع ہوا اور ساڑھے نو بجے اختتام پذیر ہوا۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے ہر سلائیڈ دکھانے کے دوران جو بھی منظر سلائیڈ پر ہوتا اسکی نہایت ہی احسن پیرائے میں وضاحت کرتے تھے۔ بیرونی ممالک میں مساجد اور وہاں کے احمدی خصوصاً حبشیوں کے احمدی ہونے کا دیکھ کر غیر از جماعت احباب پر بہت اچھا اثر ہوا اور ہماری کوششوں کو بے حد سراہا گیا۔

آخر میں محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی نے دعا کرائی اور یہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(پیر عبدالعلی سیکرٹری اصلاح وارشاد
جماعتِ احمدیہ سانگھڑ۔ سندھ)

## درخواستِ دعا

میری اہلیہ امۃ الرحمٰن طیّبہ صاحبہ بیمار ہیں۔ گو پہلے سے کافی افاقہ ہے لیکن تاحال کمزوری بہت ہے۔

احباب جماعت سے صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(محمد نواز مومن۔ ربوہ)

## ماہانہ رپورٹیں

ہر لجنہ اماء اللہ کا فرض ہے کہ وہ مہینہ ختم ہونے کے دس دن کے اندر اپنی ماہانہ رپورٹ مرکز میں بھجوائے۔

جن لجنات نے ابھی تک اپنی رپورٹیں نہیں بھجوائیں وہ اب بھجوا دیں۔

جب تک رپورٹ نہ آئے، مرکزی لجنہ کو کس طرح معلوم ہو کہ وہ کام کر رہی ہیں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

هُوَالشَّافِی
پائلز کیور
PILES CURE
قیمت ۔/۱۰
کے صرف چار کیپسولز سے بواسیر خونی و بادی ختم
تیار کردہ:۔ کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو میڈیکل ہال گولبازار ربوہ
فون نمبرز:۔ ۶۰۶، ۶۰۷

# بہترین شفیع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ (مسلم)

ترجمہ:۔ قرآن کریم کو پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم" (کشتی نوح)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

# حقوق العباد کی ادائیگی اور احبابِ جماعت

حقوق العباد کی ادائیگی مومن کا ایک اہم فریضہ ہے جسے بہرحال ادا کرنا چاہیئے بالخصوص جماعت احمدیہ کے احباب کو تو خاص طور پر اس بارے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب پر حقوق العباد کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مَیں دیکھتا ہوں کہ جس تعلیم اور درجہ تک خدا تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے اس میں ابھی بہت کمزوری ہے۔ صرف دعوٰی ہی نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ایمان دار ہیں بلکہ اس ایمان کو طلب کرنا چاہیئے جسے خدا چاہتا ہے۔ بھائیوں کے حقوق اور ہمسائیوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ زبان سے کہہ لینا کہ ہم جانتے ہیں بیشک آسان ہے مگر سچّی ہمدردی کو برت کر دکھلانا مشکل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام حرکات و اعمال و افعال کے لئے ایمان مثل ایک انجن کے ہے۔ جب حقیقی ایمان ہوتا ہے تو سب حقوق خود بخود نظر آجاتے ہیں اور بڑے بڑے اعمال اور ہمدردی انسان خود بخود کرنے لگتا ہے۔"

(البدر ۲۱ راگست ۱۹۰۳ء)

(ناظر اصلاح وارشاد)

# دُعائے مغفرت

مکرم چودھری عبدالرحیم صاحب آف کپور تھلہ ۲۱ رمئی ۱۹۷۴ء کو قریباً ۶۰ سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○ آپ کے دادا حضرت مولوی محمد حسین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔ حضورؑ نے اپنی کتب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ بہت ہی نیک، بردبار، حلیم الطبع انسان تھے۔ جوانی پاکبازی میں گذری، آخری وقت تک دینداری کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے رہے۔ ساری عمر کسی سے جھگڑا نہیں کیا، بڑی محبت اور انکساری سے وقت گذارا۔ کچھ حصہ عمر کا جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں گذارا۔ اور دیانتداری وفا شعاری اور خدمتگذاری کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ بعد میں سندھ میں بعض احباب کی زمینوں پر بطور مینجر بھی کام کرتے رہے۔ ہمیشہ حلال کی روزی اور محنت و مشقت کو اپنا شعار بنایا۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کا سایہ رکھے اور اپنی رضامندی کی جنت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ چوہدری صاحب ایک بیوہ کے علاوہ دو لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

(غمزدہ محمد شفیع اسلم۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# بناسپتی گھی کی قیمت میں ڈیڑھ روپیہ اور چینی کی قیمت میں ۵۰ پیسے اضافہ

## مٹی کے تیل اور پٹرول کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں تجارتی و صنعتی صارفین کیلئے سوئی گیس اور بجلی کے نرخ بڑھا دیئے گئے

اسلام آباد ۹ر جون۔ وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے کل قومی اسمبلی میں ۷۳-۱۹۷۲ء کا تیرہ ارب ۸۸ کروڑ نو لاکھ روپے کا بجٹ پیش کیا۔ اس مرتبہ ترقیاتی مصارف پورے کرنے کے لئے خسارہ کی سرمایہ کاری نہیں کی گئی۔ بعض اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے اس میں چینی پٹرول۔ مٹی کا تیل اور بناسپتی گھی شامل ہے۔

بجٹ کے مطابق چینی کی قیمت میں پچاس پیسے فی سیر اضافہ کیا گیا ہے۔ چینی کی موجودہ قیمت تین روپے فی سیر ہے۔ بناسپتی گھی کے نرخوں میں ایک روپیہ پچاس پیسے فی سیر اضافہ کیا گیا ہے موجودہ قیمت چھ روپے فی سیر ہے۔ اسی طرح مٹی کے تیل کی قیمت میں پچاس پیسے فی گیلن اضافہ کر کے اسے تین روپے فی گیلن کر دیا گیا ہے۔ پٹرول کی قیمت نو روپے سے بڑھا کر ساڑھے نو روپے فی گیلن کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہائی آکٹین پٹرول کی قیمت میں پچاس پیسے فی گیلن اضافہ کر دیا گیا ہے۔ موجودہ قیمت ساڑھے گیارہ روپے فی گیلن ہے۔ سوئی گیس کے نرخ میں پچاس فی صد اضافہ کیا گیا ہے تاہم گھریلو مقاصد کے لئے سوئی گیس کے استعمال پر نئی ڈیوٹی کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ نئے بجٹ میں چھوٹی موٹر کاروں کی درآمد پر مجموعی ڈیوٹی ساٹھ فی صد کر دی گئی ہے۔

وزیر خزانہ نے ٹیکس قیمتوں اور اجرتوں کے متعلق تجاویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ صحت مند معیشت کے لئے بجٹ اور سرمایہ کاری دو اہم عنصر ہیں۔ اس سال کئی نئی صنعتوں کی منظوری دی گئی ہے۔ اس رجحان کو برقرار رکھنے کے لئے نجی بچت اور سرمایہ کاری کی مزید حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے حکومت نے پہلا اقدام یہ کیا ہے کہ انکم ٹیکس کا بوجھ کم کر دیا ہے۔ انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس پر دس فیصد سیلاب سرچارج ختم کر دیا گیا ہے۔ انکم ٹیکس میں چھوٹ کی موجودہ شرح نو ہزار روپے (سالانہ) بڑھا کر بارہ ہزار روپے سالانہ کر دی گئی ہے۔

وزیر خزانہ نے کہا کہ تنخواہ دار ملازموں کے لئے کمائی ہوئی آمدن پر رعایت بیس فیصد کر دی گئی ہے یہ چھوٹ کم از کم اڑھائی ہزار اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپے ہوگی اور غیر تنخواہ دار ملازموں کے لئے یہ رعایت دس فیصد ہوگی جو کم سے کم ایک ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار روپے ہوگی۔

وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ مکانات کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کی خاطر فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۸۰-۱۹۷۲ء کے درمیان تعمیر ہونے والے مکانات پر جن کا کرایہ ایک ہزار ماہانہ تک ہوگا انہیں پانچ سال تک ٹیکس میں چھوٹ ملے گی۔ اسی طرح ایسی بڑی عمارتیں جن کے ہر یونٹ کا ماہانہ کرایہ تین سو روپے ہوگا پانچ سال تک انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ ایک ہزار روپے ماہانہ کرائے والے مکانات کو ان کی سالانہ کرایہ کی بنیاد پر پہلے چھ ہزار روپے ٹیکس میں چھوٹ دی جائے گی۔

ایک ہزار روپے تک تنخواہ پانے والے تمام افراد کے مہنگائی الاؤنس میں دس فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو روپے اور کم سے کم پچاس روپے ہوگا۔

کورے لٹھے پر برآمدی ڈیوٹی ۵۰ فیصد سے گھٹا کر ۱۵ فیصد کر دی گئی ہے۔ چھینٹ یا رنگے ہوئے کپڑے کے علاوہ دوسری اقسام کے کپڑے۔ تولیوں، سوتی ہوزری اور سوتی دھاگے پر برآمدی ڈیوٹی گھٹا کر دس فیصد کر دی گئی ہے۔ رنرما (کپاس) پر برآمدی ڈیوٹی گھٹا کر ۲۵ فیصد اور دیسی کپاس پر تیس فیصد سے گھٹا کر بیس فیصد کر دی گئی۔

گھریلو اور عام استعمال کی بجلی چھوڑ کر صنعتی مقاصد میں کام آنے والی بجلی پر دس فیصد ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ نیم پختہ اور کمائے ہوئے چمڑے پر ڈیوٹی چالیس فیصد سے گھٹا کر پچیس فیصد کر دی گئی ہے۔

# دفاع پر پانچ ارب ۵۸ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے

## ترقیاتی اخراجات آٹھ ارب ۵۰ کروڑ روپیہ تک بڑھائے گئے

اسلام آباد ۹ر جون۔ نئے وفاقی بجٹ میں سب سے زیادہ رقم دفاع اور ترقیاتی اخراجات کے لئے مختص کی گئی ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران دفاع پر پانچ ارب اٹھاون کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے جبکہ گذشتہ سال اس مد میں چار ارب تیئیس کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے کل قومی اسمبلی میں اپنی بجٹ تقریر میں بتایا کہ پاکستان جوہری توانائی کے کمیشن کے پروگرام کے تحت ایک بڑے اٹیمی بجلی گھر کو شروع کرنے کے لئے بھی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ۷۴-۷۳ کے سالانہ ترقیاتی منصوبے پر آٹھ ارب پچاس کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے۔

ڈاکٹر مبشر نے بتایا کہ اس ترقیاتی منصوبے کے تحت صوبائی حکومتوں کو ان کے ترقیاتی پروگراموں کے لئے دو ارب چھبیس کروڑ روپے دئے جائیں گے۔ پنجاب کے لئے ایک ارب بیس کروڑ روپے، سندھ کے لئے ۵۴ کروڑ روپے، سرحد کے لئے ۴۰ کروڑ روپے بلوچستان کے لئے ۲۱ کروڑ روپے، قبائلی علاقوں کے دس کروڑ ۵۰ لاکھ روپے اور آزاد کشمیر کے لئے آٹھ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں انہوں نے بتایا کہ وفاقی ٹیکسوں میں صوبوں کے حصہ کا تخمینہ ایک ارب پچیس کروڑ لگایا گیا ہے۔ قرضے کی ادائیگیوں کے لئے دو ارب چھ کروڑ روپے درکار ہوں گے جبکہ مختلف اشیاء خصوصاً گندم اور خوردنی تیلوں کی قیمتیں کم رکھنے کے لئے مزید ایک ارب انیس کروڑ روپے کی امدادی رقم کی ضرورت ہوگی۔ مندرجہ بالا مختص رقوم جملہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کا تقریباً ۹/۱۰ حصہ ہیں۔

ڈاکٹر مبشر حسن نے بتایا کہ سالانہ ترقیاتی منصوبہ کے مقاصد جن میں سرکاری شعبہ بھی شامل ہے موجودہ سال کے دوران پیش آنیوالے بڑے بڑے مسائل حل کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس کا دوسرا مقصد حکومت کے اقتصادی اور سماجی مقاصد یعنی (۱) زراعت کو ترقی دینا اور سیم اور تھور کا مسئلہ حل کرنے کے اقدامات کو سب سے زیادہ اہمیت دینا نیز زرعی ترقی میں معاون بننے والے شعبوں مثلاً پانی، بجلی، نقل و حمل اور زراعت پر مبنی صنعتوں کی ترقی کے لئے مناسب انتظامات کرنا (۲) حمل و نقل اور مواصلات کے نظام کو بہتر بنانا اور پسماندہ علاقوں میں مواصلات کی سہولتیں بہم پہنچانے پر خصوصی توجہ دینا (۳) بجلی کی کمی دور کرنا بجلی کے نظام کو نئے علاقوں تک پھیلانا اور طاقت اور توانائی کے سلسلہ میں درآمدات پر انحصار کم کرنے کے لئے مقامی وسائل کو ترقی دینا (۴) زرعی خام مال کو بہتر شکل دینے اور زراعت کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلہ میں زراعت پر مبنی صنعتوں کو ترقی دینا (۵) فولاد کی تیاری جیسی بنیادی صنعتوں کو ترقی دینا (۶) پسماندہ علاقوں کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور انہیں ترقی یافتہ علاقوں اور مراکز کے ہم آہنگ کرنے اور قریب لانے کے اقدامات کرنا (۷) ایسے اقدامات کرنا جن سے تعلیم، صحت، رہائشی مکانات اور آبادی کی منصوبہ بندی کے شعبوں میں سماجی مقاصد کے حصول کی طرف قدم بڑھایا جا سکے (۸) عام آدمی کے روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیاء کی دستیابی کے انتظامات بہتر بنانا اور دولت کی مساوی تقسیم کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے افراط زر کے برے اثرات کو کم کرنا۔

# برآمدی ڈیوٹی میں کمی سے زرمبادلہ کی آمدنی میں اضافہ ہو جائیگا

## کاروباری حلقوں، تاجروں اور عوام کی طرف سے نئے بجٹ کا خیر مقدم

راولپنڈی ۱۰ر جون۔ عام لوگوں، تاجروں اور کاروباری طبقہ نے نئے قومی بجٹ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے عوامی بجٹ قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ بجٹ میں عوام اور تاجروں کے لئے متعدد سہولتوں کا اعلان کیا گیا ہے جس سے عوام کی اقتصادی مشکلات میں کمی ہوگی اور اس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔ مزید برآں پسماندہ علاقے ترقی کر سکیں گے۔ ان حلقوں نے وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کو حقیقت پسندانہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ اسکے نتیجہ میں ملک اقتصادی طور پر ترقی کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ بناسپتی گھی، چینی اور پٹرول کی قیمتوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ معمولی ہے۔ اور عام لوگوں کی دسترس سے باہر نہیں ہے۔ پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ اس لئے ضروری تھا کہ اس کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ایوان صنعت و تجارت راولپنڈی کے صدر مسٹر احسان الحق پراچہ نے کہا ہے کہ یہ بجٹ حوصلہ افزا اور معقول ہے اور بجٹ ملک کی اقتصادی حالت کے مطابق ہے انہوں نے برآمدی ڈیوٹی میں کمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس بجٹ میں ماضی کی غلطیوں کی تلافی کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے برآمدات کم ہو گئی تھی اب نئے بجٹ میں جو سہولت دی گئی ہے اس سے برآمدات میں اضافہ ہوگا سرمایہ کاری اور انکم ٹیکس میں بعض مراعات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سے بچتوں میں اضافہ ہوگا اور اس طرح ملک کی معیشت مضبوط ہوگی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷